فلسفہ حج

ازمولوی عبدالرحمٰن صاحب

اور

عیدالاضحیٰ کے فضائل و احکام

یوں تو دنیا میں سینکڑوں ادیان وملل پائے جاتے ہیں جن کے متبعین اور پیرو اس بات کے مدعی ہیں کہ دنیا کے تمام ادیان وملل سے ہمارا دین بہتر ہے اور انسان کی دینی ودنیوی فلاح ونجاح کا کفیل ہے لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو ان کا محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے حقیقت کچھ بھی نہیں جہانتک حقائق وواقعات کا تعلق ہے دنیا میں اسلام ہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جسے ٹکسالی اور مکمل مذہب کہا جاسکتا ہے باقی جتنے ادیان وملل ہیں وہ یکسر غیر ٹکسالی اور نامکمل ہیں اگر باور نہ ہو تو اسلام اور اس کے قوانین واحکام پر ایک نظر ڈالو یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجائے گی کہ اسلام اپنے جامع اور عالمگیر قوانین واحکام کی رو سے ایک صاف و سچا مذہب ہے اور اس کی تعلیمات اتنی عمدہ اور بہتر ہیں کہ ہر صاحب عقل سلیم اور روشن دماغ اس کے قبول کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام کے قوانین واحکام جہاں صاف وسادہ اور سہل العمل ہیں وہاں ان میں بڑے بڑے اسرار وحکم اور دنیاوی مصالح ومنافع بھی موجود ہیں یہ اور بات ہے کہ ہماری کمزور عقل اور چشم ظاہر بین ان اسرار وغوامض تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن اس دور مادیات میں وہ لوگ جو ہر چیز کو عقل کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ ان احکام وقوانین کے اسرار وحکم اور ان کے حقائق سے عدم واقفیت کی وجہ سے انھیں فضول اور عبث سمجھتے ہیں اور تضییع اوقات خیال کرکے ان کا مذاق اڑانے لگتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسلام اور اس کے فرائض وواجبات سے متنفر وبیزار ہوکر الحاد وزندقہ کی دلدل میں ہمیشہ کے لئے پھنس جاتے ہیں۔ پس ضرورت ہے اس بات کی کہ ان کے سامنے شعائر اسلامی کے اسرار وحکم اور ان کے فلسفے بیان کئے جائیں۔ اور ان کے فوائد ومحاسن سے انھیں آگاہ کیا جائے اس لئے اس ضرورت کے پیش نظر آئندہ سطور میں ہم اسلام کے ایک بڑے رکن حج کے اسرار وحکم اور عیدالاضحیٰ کے فضائل ومسائل مختصر طور پر بیان کرنا چاہتے ہیں۔

حج کا فلسفہ اور اس کی حکمت

دنیا میں ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ ہر بڑی اور اہم چیز کی یادگار قائم کی جاتی ہے اور اس کو انتہائی اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے مثلاً قومیں اور امتیں تخت نشینی اور تاجپوشی کو بہت اہم اور بڑی چیز سمجھکر اس کی یاد تازہ رکھنے کے لئے اس کی یادگار قائم کرتی ہیں اسی طرح ملک کی فتح اور کسی قوم کی تسخیر کو بڑا واقعہ سمجھکر اس کی یاد میں خوشیاں منائی جاتی ہیں خود ہندوستان میں جسقدر بڑی بڑی ہستیاں گذری ہیں ان کی یاد تازہ کرنے کیلئے ان کی برسی منائی جاتی ہے۔ غرضیکہ تمام متمدن اور مہذب قوموں نے بڑے بڑے اہم واقعات کی یاد زندہ رکھنے کے لئے ان کی یادگاریں قائم کیں جن کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ انجام دیا کرتی ہیں اب ذرا اس پر بھی غور کیجئے کہ اسلام نے اپنے متبعین اور پیروں کو کونسی یادگار قائم کرنیکا حکم دیا ہے اور اس کی کیا صورت بتائی ہے۔

۱) قرآن مجید نے یوں تو ہمارے سامنے بہت سارے نبیوں کی زندگی کے واقعات وحالات پیش کئے ہیں لیکن سیدنا حضرت ہیم علیہ السلام کے واقعات زندگی کو ایک خاص شرف وامتیاز عطا کیا ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم کیا جارہا ہے کہ پ کہدیجئے مجھکو میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ہے جو ٹھیک اور درست دین ہے یعنی ابراہیم کا دین جو سب کو چھوڑکر خدا کے ہورہے ے "سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے اہل وعیال کو وادی غیر ذی ذرع یعنی بے آب وگیاہ میدان میں آباد کیا، تو لئے ذوالجلال نے ان سے ان کے پیارے اور چہیتے فرزند کی قربانی چاہی باپ نے بیٹے کے سامنے اس قربانی کا تذکرہ کیا، بنی انی اری فی المنام انی اذبحك فانظر ماذا تری (صٓفّٰت) اے میرے پیارے بیٹے مجھے میرے رب کی جانب ے حکم ہوا ہے کہ میں تجھے اپنے رب کی رضا میں ذبح کردوں بتلاؤ بیٹے تمہاری کیا رائے ہے فرمانبردار بیٹے نے بلاتردد فورًا دگی ظاہر کی اور عرض کیا یاابت افعل ما تومر ستجدنی انشاء اللہ من الصابرین مہربان باپ رب کے ارشاد کی تعمیل ے انشاء اللہ آپ مجھے صابر وشاکر پائیں گے۔ چنانچہ دونوں اطاعت گذار باپ بیٹوں نے ملکر خدا کی راہ میں یہ قربانی پیش کی۔ یا راهیم قد صدقت الرؤیا انا کذلك نجزی المحسنین۔ اے میرے خلیل تم میرے حکم کی تعمیل کرچکے ہیں تم دونوں سے راضی رخوش ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے ان دو مخلص بندوں کی مخلصانہ اطاعتیں اس درجہ پسند آئیں کہ اس موقعہ کے تمام واقعات اور م افعال واعمال کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم کردیا۔ اور اس کی یاد تا قیامت زندہ رکھنے کے لئے حج فرض کردیا وللہ لی لناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ہ واتموا الحج والعمرۃ للہ۔ یعنی ان لوگوں کے اوپر جو آنے نے کی طاقت رکھتے ہیں بیت اللہ کا حج فرض کردیا گیا ہے۔ چنانچہ جب حج کا موسم آتا ہے تو اکناف واطراف عالم سے چلکر ھوں پیروان ملت ابراہیمی اس وادی غیر ذی ذرع میں پہنچ جاتے ہیں ادھروہ سب کچھ کرتے ہیں جو آج سے کئی ہزار برس پہلے لئے ذوالجلال کے دو مخلص اور اطاعت گذار بندوں نے کیا تھا۔ خلاصہ یہ کہ حج اسوۂ ابراہیمی کی تذکار ویادگار ہے جو آجتک م رہی اور ہمیشہ زندہ وقائم رہیگی۔

~~~~~~~~~~

۲) اسلام دنیا میں آیا تو اخوت اور مودت اور محبت کا پیغام بن کر آیا تاکہ وہ لوگ جو صدیوں سے بچھڑے ہوئے ہیں ان ں آپس میں رشتہ اخوت پیدا کردے اور جو بے گانے ہیں انھیں یگانہ اور آشنا بنادے خود اسلام کے احکام وقوانین کا منشا اور نہ بھی یہی ہے کہ دنیا کے مختلف افراد اور مختلف امم کو ایک ملت بناکر کلمہ واحد دین واحد اور مرکز واحد پر جمع کردیا جائے لأ پنجگانہ نمازوں میں جماعت یعنی مسجد میں آس پاس کے لوگوں کا جمع ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ ایک شہر کے اہل محلہ ر قرب وجوار میں بسنے والے لوگوں میں باہمی اخوت ومحبت اور اتحاد قائم رکھا جائے۔ اسی طرح سارے شہر میں محبت اور لقات بڑھانے کے لئے ہفتہ میں ایک دن تمام کا جامع مسجد میں اکٹھا ہونا اور ملکر نماز جمعہ ادا کرنا واجب کیا گیا ہے۔

اہل شہر اور اہل دیہات اور قرب وجوار کے رہنے والوں میں تعلقات اور تعارف محبت اور یگانگت قائم کرنے اور مستحکم ھنے کیلئے سال میں دو دفعہ عیدین کی نماز کو مسنون قرار دیا گیا۔ چنانچہ ہر دو موقعوں پر اہل دیہات شہر کی جانب آتے ہیں اور اہل شہر رسے باہر نکلکر ان سے ملاقات کرتے ہیں اور مل جل کر خدا کی عبادت ادا کرتے ہیں۔
~~~~~~~~~~

ضرورت تھی کہ تمام عالم اسلامی دین کے رابطہ اور رشتہ کو استوار اور مستحکم کیا جائے۔ مختلف قوموں مختلف نسلوں مختلف بولیاں اور مختلف رنگوں اور مختلف ممالک کے اشخاص وافراد کو دین واحد اور مرکز واحد کی وحدت اور رشتۂ اخوت میں شامل ومنسلک کیا جائے۔ اس لئے اس ضرورت کے پیش نظر حج عمر بھر میں ایک دفعہ ان تمام اشخاص پر جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتے ہیں فرض کیا گیا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنی ان تمام لوگوں پر جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہیں بیت اللہ کا حج فرض کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایام حج میں مختلف ممالک مثلاً ترکی، جاوا، سماٹرا، فارس، افغانستان، ہندوستان، مصر، سوڈان، طرابلس وغیرہ کے لاکھوں اور کروڑوں نفوس اپنے اپنے اوطان سے کٹ کر مقصد واحد کی تلاش وجستجو میں ایک دین اور ایک مرکز پر جمع ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے ان میں آپس میں باہمی اخوت وتعارف والفت کا نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم ہوجاتا ہے۔

(۳) جس طرح حکومتوں اور سلطنتوں کا دستور ہے کہ وہ اپنی شان وشوکت اور طاقت ورعب کا اظہار کرنے کیلئے فوجی مظاہرہ کرتی ہیں اور اپنی فوجوں کو جمع کرکے دنیا پر اپنی طاقت وقوت کا سکہ بٹھانا چاہتی ہیں اسی طرح اسلام نے بھی حج فرض کرکے ہر سال ایک جگہ لوگوں کے اجتماع کو ضروری قرار دیا۔ تاکہ اس اجتماعی صورت سے اسلام کی شان وشوکت اور طاقت وقوت کا پوری طرح اظہار ہو اور مخالف قوموں کے دلوں میں اسلام کی عظمت راسخ اور پیوست ہوجائے۔

(۴) حج میں جہاں اور بہت سے مقاصد ملحوظ ہیں وہاں ایک مقصد مساوات کی تعلیم دینا بھی ہے۔ چنانچہ حج میں تمام لوگوں کے لئے وہ سادہ اور بغیر سلا کپڑا جو نسل انسانی کے پدر اعظم حضرت آدم علیہ السلام کا تھا تجویز کیا گیا تاکہ ایک ہی رسول ایک ہی قرآن ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت وہیئت ایک ہی لباس ایک ہی سطح پر نظر آئیں اور ظاہر بین آنکھیں ان اتحاد معنوی رکھنے والوں میں کوئی اختلاف ظاہری محسوس نہ کرسکیں۔

حج کے فضائل سطور بالا میں تھوڑے سے حج کے فوائد ومنافع اور اسرار ومقاصد پیش کئے گئے ہیں جو ایک منصف مزاج اور غیر متعصب اور عقلمند شخص کے لئے بہت حد تک کافی ثابت ہونگے۔ اب ہم ذیل میں اختصار کے ساتھ حج کے فضائل ذکر کرتے ہیں جو صحیح روایات سے ثابت ہیں۔ (۱) من حج البیت فلم یرفث ولم یفسق خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ (صحیحین) یعنی جو شخص تمام بیہودہ اور لغو باتوں جماع ومنکرات سے الگ رہتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہوجاتا ہے جس طرح اس دن گناہوں سے پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا (۲) حجۃ مبرورۃ خیر من الدنیا وما فیہا وحجۃ مبرورۃ لیس لہا جزاء الا الجنۃ (صحیحین) یعنی حج مبرور تمام دنیا وما فیہا سے بہتر ہے اور اس کا اجر صرف جنت ہے (۳) سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل افضل قال ایمان باللہ ورسولہ قیل ثم ماذا قال الجہاد فی سبیل اللہ قیل ثم ماذا قال حج مبرور (صحیحین) یعنی آنحضرت سے کسی صحابی نے پوچھا کہ بہترین عمل کونسا ہے آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ آپ سے پوچھا گیا

پھر کونسا آپ نے فرمایا اللہ کے راستے میں دشمنوں سے لڑنا۔ آپ سے دریافت کیا گیا پھر کونسا آپ نے جواب دیا حج مبرور۔ (۴) الحاج والعمار وفد اللہ ان دعوہ اجابھم وان استغفروہ غفرلھم (ابن ماجہ) یعنی حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے وفد اور زائرین ہیں اگر اس سے دعا کرینگے تو اُن کی دعا قبول کرے گا اور اگر اس سے بخشش چاہیں گے تو وہ ان کی مغفرت کرے گا۔ (۵) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجوا فان الحج یغسل الذنوب کما یغسل الماء الدرن (طبرانی اوسط) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو حج کرو اسلئے کہ حج گناہوں کو اسی طرح دھو کر صاف کر دیتا ہے جس طرح پانی میل کچیل کو کپڑوں سے دھو کر صاف کر دیتا ہے۔

ترک حج کے متعلق وعیدیں مذکورہ بالا فضائل سے جہاں فریضۂ حج کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ باوجود استطاعت کے اسکا ترک کسی طرح بھی روا نہیں۔ ذیل میں ہم ان روایتوں کو ذکر کرتے ہیں جن میں ترک حج کے متعلق وعیدیں آئی ہیں (۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زادا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا ولا نصرانیا الخ (ترمذی) یعنی آنحضرتؐ فرماتے ہیں جس شخص نے باوجود زاد و راحلہ کی استطاعت اور طاقت کے حج نہ کیا تو اس کی موت اور یہودی و نصرانی کی موت میں کوئی تفاوت نہیں (۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاھرۃ او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یھودیا وان شاء نصرانیا (دارمی) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص بغیر کسی عذر مثل بیماری یا حاجت و ظالم بادشاہ کے خوف وغیرہ کے بغیر حج کئے ہوئے مرگیا تو اس کی موت نصرانی و یہودی کی موت ہے۔

ان دو احادیث سے یہ بخوبی عیاں ہو گیا کہ حج جیسے اہم فریضہ کا بغیر کسی عذر کے ترک کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں اور اگر کسی نے ترک کر دیا تو پھر اس کی موت نصرانی اور یہودی کی موت ہے۔ جس طرح ان دونوں کی موت غیر اسلام پہ ہوتی ہے اسی طرح اس کی بھی غیر اسلام پہ ہوگی۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ جن میں حج کی استطاعت اور قوت موجود ہے وہ اس امن و امان اور نیک دل و نیک سیرت بادشاہ کے زمانہ میں حج جیسی اہم دولت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں حج کیلئے جائیں۔ اللھم وفقنا لحج بیتک المحرم وانت خیر الموفقین۔ (باقی)

رباعی

(جو عورت مرد کا لباس پہنے یا جو مرد عورت کا لباس پہنے وہ دونوں ملعون ہیں (حدیث)

ہو پوشش مرداں میں زنِ بے غیرت — یا مرد جو پہنے ہو لباسِ عورت
یوں قابلِ نفرینِ خدا ہیں دونوں — ان دونوں پہ کرتے ہیں پیمبرؐ لعنت

(کامل جوناگڈھی)